احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

خطبہ نمبر 36

منگل 9 ستمبر 2003ء

روزنامہ ٹیلی فون نمبر 213029 C.P.L 29

الفضل

ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

منگل 9 ستمبر 2003ء، 11 رجب 1424 ہجری - 9 تبوک 1382 ہش جلد 53-88 نمبر 204

حمد اور درود

حضرت عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نماز پڑھی جب کہ رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر اور عمر وہاں موجود تھے۔ جب میں بیٹھا تو میں نے اللہ کی حمد و ثنا شروع کی پھر رسول اللہؐ پر درود پڑھا پھر اپنے لئے دعا کی تو حضورؐ نے فرمایا مانگ تجھے دیا جائے گا مانگ تجھے دیا جائے گا۔

(جامع ترمذی کتاب الجمعہ باب فی الثنا علی اللہ حدیث نمبر 541)

درود شریف پڑھنے کی اہمیت اور برکات کے موضوع پر ایمان افروز خطاب

اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول کا ذریعہ اور وسیلہ آنحضرت ﷺ ہیں

اگر آپ اپنی تعداد بڑھانا اور مضبوط ہونا چاہتے ہیں تو آنحضرتؐ پر بکثرت درود بھیجیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ 5۔ستمبر 2003ء بمقام پیرس۔ فرانس کا خلاصہ

(خطبہ جمعہ کا یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 5۔ستمبر 2003ء کو جماعت احمدیہ فرانس کے 12ویں جلسہ سالانہ کے موقع پر پیرس، فرانس میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ حضور انور نے اپنے خطبہ جمعہ میں درود شریف پڑھنے کی اہمیت، فلاسفی اور برکات قرآن کریم احادیث نبویؐ اور ارشادات حضرت مسیح موعود کی روشنی میں بیان فرمائیں۔ اس خطبہ جمعہ کی ریکارڈنگ ایم ٹی اے کے ذریعہ اگلے روز دنیا بھر میں نشر کی گئی۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ کے آغاز میں سورۃ الاحزاب کی آیت 57 کی تلاوت اور ترجمہ بیان فرمایا جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ اور اس کے فرشتے اس نبیؐ پر درود بھیجتے ہیں اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم بھی اس پر درود اور سلامتی بھیجو۔ حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو درود پڑھنے کی تاکید فرمائی ہے۔ کیا آنحضرتؐ کو ہماری دعاؤں کی حاجت ہے۔ نہیں بلکہ ہمیں یہ طریق اللہ تعالیٰ نے سکھایا کہ جب تم اپنی حاجات لے کر میرے پاس آؤ گے تو دعاؤں کی قبولیت اور حاجات روی کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ تم میرے پیارے نبیؐ کے ذریعہ مجھ تک پہنچو اور اس کو وسیلہ اختیار کرو اس سے تمہاری عبادتیں رائیگاں نہیں جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی بے انتہا برکتیں اور رحمتیں آنحضرتؐ پر نازل کی ہیں جب کوئی شخص آپؐ پر درود بھیجتا ہے تو آپؐ کے فیض سے اللہ تعالیٰ حصہ دیتا ہے۔

آنحضرتؐ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن مجھ سے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو مجھ پر درود بھیجنے والا ہوگا۔ جب مؤذن اذان دے تو اذان کے الفاظ دہراؤ اور مجھ پر درود بھیجو۔ اللہ تعالیٰ دس گنا ثواب تمہیں دے گا۔ مجھ پر درود بھیجو تمہارا درود بھیجنا تمہاری ترقی اور پاکیزگی کا ذریعہ بنے گا۔ مجھ پر درود بھیجنا تمہارے لئے کفارہ ہوگا اور جو ایک بار درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس بار رحمت بھیجے گا۔ قیامت کے دن خطرات سے محفوظ وہی ہوگا جو مجھ پر درود بھیجے گا۔ اور جب تک کوئی شخص مجھ پر درود بھیجتا رہتا ہے تب تک فرشتے اس پر درود بھیجتے ہیں۔ اور جو شخص مجھ پر درود بھیجنا بھول گیا وہ جنت کے راستے سے ہٹ گیا۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ اللہ کے قرب کے حصول کیلئے اللہ کے حکم کے مطابق ایک ہی وسیلہ اور ذریعہ ہے یعنی محمد ﷺ۔ آپؐ کا محب خدا کا محبوب بن جاتا ہے۔ جو آپؐ سے محبت کرنے والا ہو وہ اللہ کا محبوب ہو جاتا ہے۔ درود شریف حصول استقامت کا ذریعہ ہے۔ محض رسم اور عادت کے طور پر نہیں پڑھنا چاہئے بلکہ آپؐ کے حسن اور احسان کو مدنظر رکھتے ہوا آپؐ پر درود بھیجیں اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ قبولیت دعا کا شیریں پھل تمہیں ملے گا۔ مجھے جو کچھ ملا وہ سب آنحضرتؐ پر درود بھیجنے کے نتیجہ میں ملا۔ رقت، تضرع، انشراح اور حضور قلب کے ساتھ درود پڑھو۔

حضور انور نے فرمایا کہ اس زمانہ کے ساتھ درود کا خاص تعلق ہے اس لئے احمدی بکثرت درود بھیجیں۔ خاص طور پر جمعہ کے بابرکت دن زیادہ درود پڑھیں۔ حضور نے جماعت فرانس کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر آپ نے تعداد میں بڑھنا ہے اور مضبوط ہونا ہے تو بہت درود پڑھیں۔ آج سے آپ کا جلسہ شروع ہو رہا ہے تین دن درود پر خاص توجہ دیں تو آپ لوگ آنحضرتؐ کے فیض سے حصہ پائیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ شرکاء جلسہ سالانہ کو حضرت مسیح موعود کی دعاؤں کا وارث بنائے۔ آمین

خصوصی درخواست دعا

✪ احباب جماعت سے جملہ اسیران راہ مولا کی جلد اور باعزت رہائی نیز مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کے لئے درمندانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان بھائیوں کو اپنی حفظ و امان میں رکھے ہر شر سے بچائے۔

خدمت خلق کا عظیم موقعہ

بیوت الحمد منصوبہ

✪ جماعت احمدیہ کے قیام کا ایک عظیم مقصد خدمت خلق کا فریضہ سرانجام دینا ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی جاری فرمودہ پہلی مالی تحریک "بیوت الحمد منصوبہ" اس فریضہ کی تکمیل کے لئے ایک سنہری موقعہ ہے۔ اس سکیم کے تحت خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے غریب، نادار اور بے گھر افراد کو گھروں کی سہولت مہیا کی جاتی ہے۔ چنانچہ اس سکیم کے تحت 100 کوارٹرز تعمیر ہو چکے ہیں اور مستحق خاندان ایک خوبصورت اور ہر سہولت سے آراستہ بیوت الحمد کالونی میں آباد ہو کر اس بابرکت تحریک کے ثمرات سے مستفید ہو رہے ہیں۔

اس کے علاوہ ربوہ اور پاکستان بھر میں ساڑھے پانچ صد سے زائد مستحق گھرانوں کو ان کے اپنے اپنے گھروں میں حسب ضرورت توسیع مکان کے لئے لاکھوں روپے کی امداد دی جا چکی ہے اور امداد کا یہ سلسلہ جاری ہے۔

احباب کرام کی خدمت میں گزارش ہے کہ خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار ہو کر ثواب کی خاطر اس بابرکت تحریک میں ضرور شمولیت فرمائیں۔

امید ہے آپ اس بابرکت تحریک میں زیادہ سے زیادہ مالی قربانی پیش فرمائیں گے یہ رقوم جماعت میں بھی جمع کرائی جا سکتی ہیں اور خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں مد بیوت الحمد میں بھجوائی جا سکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں خدمت خلق کے عظیم فریضہ کو سرانجام دینے کی توفیق سے نوازتا رہے۔

(سیکرٹری بیوت الحمد)

خطبہ جمعہ

غفلت اور ریاء دو خطرناک برائیاں ہیں جو نمازوں کو مردود بنا دیتی ہیں

ان برائیوں کا علاج نماز سے باہر تلاش کرنے کی ضرورت نہیں۔ علاج خود نماز میں موجود ہے

نماز سے محبت پیدا کریں اور اس سے پورا استفادہ کریں تب حقیقی خدا سے تعارف حاصل ہوگا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے خطبہ جمعہ فرمودہ 13/دسمبر 1985ء بمقام بیت الفضل لندن کا متن

حضور نے سورۃ النساء کی آیات 143 اور 144 کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

سورۂ نساء کی یہ دو آیات جو میں نے پڑھی ہیں ان میں بعض ایسی نمازوں کا ذکر ہے جو خدا کی بارگاہ میں قبولیت نہیں پاتیں اور رد کردی جاتی ہیں۔ پس قرآن کریم جہاں مقبول نمازوں کا بڑی تفصیل سے ذکر کرتا ہے اور ان کی صفات کھول کھول کر بیان کرتا ہے وہاں مردود نمازوں کا حال بھی بہت کھول کر اور بلاشک وشبہ بڑی تفصیل سے بیان کرتا ہے۔

وہ نمازیں جو رد کردی جاتی ہیں اور جو فائدے کی بجائے نقصان پہنچاتی ہیں اور جن کے متعلق خداتعالیٰ نے یہاں تک فرمایا: (۔) ہلاکت ہو ان لوگوں کے لئے جو ایسی نمازیں پڑھتے ہیں یعنی وہ نمازیں جو پڑھنے والے پر رحمت کی بجائے لعنت ڈالتی ہیں ان کی تفصیل جہاں جہاں بھی قرآن کریم میں ملتی ہے اس میں دو علامتیں بڑی نمایاں دکھائی دیتی ہیں۔ ایک یہ کہ خداتعالیٰ فرماتا ہے (۔) منافق انسان اللہ کو دھوکا دینے کی کوشش کرتا ہے مگر درحقیقت خدا کی تقدیر اسے دھوکا دے دیتی ہے اور جس ذریعہ سے وہ خدا کو دھوکا دینا چاہتا ہے وہ ذریعہ اس پر الٹ پڑتا ہے۔ دوسرے فرمایا (۔) ان لوگوں کی ایک علامت یہ ہوتی ہے کہ جب بھی وہ نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں سستی اور کاہلی کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں، ان میں فروتنی نہیں پائی جاتی، ان میں جوش اور ارادہ اور ذوق نہیں پایا جاتا۔ (۔) وہ لوگوں کو دکھانے اور ریاءکاری کی خاطر نمازیں ادا کرتے ہیں (۔) اور جہاں تک یادالٰہی کا تعلق ہے ان کی نمازیں عملاً یادالٰہی سے خالی ہوتی ہیں (۔) وہ دو باتوں کے درمیان تذبذب میں پڑے رہتے ہیں یعنی دنیا اور خدا کے درمیان (۔) نہ وہ ادھر کے رہتے ہیں اور نہ ادھر کے رہتے ہیں نہ دنیا کے ہوتے ہیں نہ خدا کے ہوجاتے ہیں۔ (۔) اور جسے اللہ گمراہ ٹھہرا دے تو اس کے لئے پھر کوئی حق پانے کی راہ نہیں پائے گا، کوئی راستہ نہیں دیکھے گا جس کے ذریعہ وہ ہدایت پاسکے۔

ان آیات میں بعض نمازوں کے متعلق بڑا شدید انذار پایا جاتا ہے جب بعض مومن قرآن کریم کی ان آیات میں سے گزرتے ہیں تو لرز جاتے ہیں۔ اور انسان یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ اکثر انسانوں کی نماز میں کسالیٰ کی حالت بڑی کثرت کے ساتھ ملتی ہے۔ خواہ اس میں ریاء کا پہلو ہو یا نہ ہو۔ کسالیٰ کی حالت اس میں اکثر وبیشتر موجود ہوتی ہے اسی لئے ہلاکت کے جن کیڑوں کی نشاندہی کی گئی ہے ان میں کسالیٰ کے کیڑے کا بڑا نمایاں طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ بعض لوگ ایسی حالت میں نماز پڑھتے ہیں کہ وہ کاہلی اور سستی اور غفلت اور بے توجہی کا شکار ہو جاتے ہیں جب بعض مومنوں کی ان باتوں پر نظر جاتی ہے تو وہ سوچنے لگتے ہیں کیا ایسی نمازیں انسان کو فائدہ کی بجائے نقصان تو نہیں پہنچائیں گی۔ کیا بہتر نہیں کہ انسان ایسی نمازوں کو ترک کر دے اور اس خطرہ کی راہ سے ہی نہ گزرے جہاں خود نمازیں انسان پر لعنتیں ڈال رہی ہوں۔ اس قسم کے خیال درست نہیں کیونکہ یہ سب اندیشے اور محض واہمے ہیں۔ امر واقعہ یہ ہے کہ قرآن کریم میں کسالیٰ کی حالت کو یراء ون کی حالت کے ساتھ باندھ کر ہر جگہ اس مضمون میں ایک ہی قسم کی روش اختیار فرمائی ہے، کہیں ایک جگہ بھی محض غفلت کی حالت میں نماز پڑھنے کو ایسا گناہ اور جرم قرار نہیں دیا جس کے نتیجہ میں نماز انسان کو ہلاکت کی طرف لے جائے، اور نہ قرآن کریم نے یہ ذکر کیا ہے کہ خیالات کی یورش کے نتیجہ میں ایسے شخص کی نماز لازماً رد کردی جائے گی اور وہ گناہ کا موجب بنے گی۔ بعض جوڑے مل کر ایک مکمل مضمون بناتے ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم میں جہاں جہاں مہلک نمازوں کا ذکر ہے وہاں آپ ریاء اور غفلت کا جوڑا اکٹھا پائیں گے یعنی نماز کو جرم بنانے کے لئے ان دو شرائط کا اکٹھا ہونا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (۔) (الماعون آیت 5 تا 8) (۔) ہلاکت ہو ان نمازیوں کی، لعنت پڑے ان نمازیوں پر (۔) جو اپنی نمازوں سے غفلت برتتے ہیں اور پھر بغیر تردد کے اور عطف ڈالے فرمایا (۔) یعنی غفلت کرنے والے ان نمازیوں پر لعنت ہو جن میں ریاء کا پہلو پایا جاتا ہے۔ پھر ایک اور جگہ فرمایا (۔)

(التوبہ آیت: 54)

اس آیت میں بھی ایسے نمازیوں کا ذکر ہے جو دل میں ایمان نہ رکھتے ہوئے بھی ریاکاری کی خاطر نمازیں ادا کرتے ہیں۔ ان میں دو صفات پائی جاتی ہیں ایک یہ کہ غفلت کی حالت میں نمازیں ادا کرتے ہیں دوسرے یہ کہ خدا کی راہ میں خرچ کرنے سے گریز کرتے ہیں اور بہت بوجھ محسوس کرتے ہیں۔

پس پہلی بات تو یہ ذہن نشین کرنی چاہئے کہ وہ مبتدی اور صالح آدمی جو بے اختیاری کی حالت میں نماز کے مغز اور اس کی روح کو نہیں پاسکتا، جس کو یہ معلوم نہیں ہے کہ اس راہ میں کیسے چلنا ہے، جو دیانت داری سے کوشش تو کرتا ہے لیکن ٹھوکریں کھاتا ہے اور گر پڑتا ہے۔ وہ چاہتا تو ہے کہ محبوب کی منزل تک پہنچ جائے لیکن بے اختیاری اور مجبوری کی حالت میں راستے کی ٹھوکروں کا شکار ہوتا رہتا ہے، ایسے نمازی پر قرآن کریم نے کہیں بھی لعنت نہیں ڈالی اور ایسی نماز کے مردود ہونے کے متعلق کوئی اعلان نہیں کیا بلکہ یقیمون الصلوٰۃ کی حالت ہی بتا رہی ہے کہ مومن کی نمازوں کو یہ خطرات لاحق ہوں گے اور وہ اپنی نمازوں کو کھڑا کرنے کی ہر وقت کوشش کرتا رہے گا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ پھر وہ کیا طریق ہیں جن کے ذریعہ ہم اپنی نمازوں کو

پبلشر آغا سیف اللہ، پرنٹر قاضی منیر احمد، مطبع ضیاء الاسلام پریس مقام اشاعت دارالنصر غربی چناب نگر (ربوہ) قیمت تین روپے پچاس پیسے

درست کریں یا جن کے ذریعہ ہماری نمازوں کا قبلہ درست ہو جائے۔ اس کے لئے نماز سے باہر حل تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہے خود نماز کے اندر ان مسائل کا حل موجود ہے۔ چنانچہ وہ شخص جو نیک نیتی سے اللہ تعالیٰ کی جانب اپنی توجہات مرکوز کرنی چاہتا ہے اور جو دیانتداری سے کوشش کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی حاجات اور مناجات اور آرزوؤں اور امنگوں کا قبلہ بن جائے تو ایسے شخص کے لئے خود نماز میں وہ نظام موجود ہے جو اس کے قبلے کو درست کرتا رہتا ہے اور اس کا قبلہ درست کرنے میں اس کا مددگار بنتا ہے۔

اس ضمن میں سب سے پہلی اور سب سے اہم بات جو قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ اللّٰہ اکبر کی اتنی تکرار کیوں ہوئی اور نماز کے ہر موڑ پر ہمیں اللہ اکبر کہنے کی ہدایت کیوں ہوئی؟ نماز کا آغاز بھی اللّٰہ اکبر سے ہوتا ہے اور پھر نماز میں سوائے سمع اللّٰہ لمن حمدہ کے ہر حرکت پر تکبیر کہی جاتی ہے صرف یہی ایک مختلف صدا ہے اس کے علاوہ ہر حرکت پر اللہ اکبر کی صدا بلند کرنے کا حکم ملتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ اکبر قبلہ نما ہے۔ اللہ اکبر یہ بتاتا ہے کہ تمہارا قبلہ کس طرف تھا اور تمہیں کس طرف منہ کرنا چاہئے کیونکہ انسان کی نماز میں جو مختلف وساوس پیدا ہوتے ہیں وہ اس کی توجہ پھیرتے ہیں اور مختلف خیالات اس کا رخ خدا سے ہٹا کر دوسری چیزوں کی طرف بدل دیتے ہیں اور یہ کئی قسم کے ہوتے ہیں مثلاً تفکرات ہیں، اب تفکرات کا تو منافقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہر انسان کے ساتھ تفکرات لگے ہوتے ہیں لیکن فرق صرف یہ ہے کہ جو دنیادار ہیں اور بہت ہی ابتدائی درجہ کے مبتدی ہیں یعنی بہت ہی شروع کے راہ چلنے والے ہیں ان کے تفکرات زیادہ تر دنیوی امور سے تعلق رکھتے ہیں نماز پڑھتے وقت جگہ جگہ یہ تفکرات پہرے لگا دیتے ہیں اور وہ خدا تعالیٰ کی طرف توجہ مبذول کرنے سے روکتے رہتے ہیں۔ لیکن یہ معاملہ یہیں تک محدود نہیں وہ لوگ جو خدا کے زیادہ پاک بندے ہوتے ہیں اور اس راہ میں آگے بڑھنے والے ہوتے ہیں ان کو بھی بعض دفعہ تفکرات پریشان کرتے ہیں.........

پس انسان بہر حال انسان ہے۔ خدا تعالیٰ کی راہ میں توجہ کرنے کے لئے تفکرات ایک روک بنتے ہیں۔ ایک اور فرق یہ ہے کہ مبتدی کے تفکرات اس کی نماز پر غالب آجاتے ہیں اور خدا کی راہ میں آگے بڑھنے والے یا نمازوں میں اعلیٰ مقام حاصل کرنے والوں کے تفکرات پر وہ وجود خود غالب آجایا کرتے ہیں، وہ ان تفکرات کو جھٹک کر پھینک دیتے ہیں۔

پس ہر موڑ پر جب آپ اللہ اکبر کی آواز بلند کرتے ہیں تو اللہ اکبر آپ کو بتاتا ہے کہ خدا سب سے بڑا ہے۔ تفکرات کی اس وجود کی نگاہ میں کوئی قیمت نہیں رہنی چاہئے جس کا خدا سے تعلق ہے۔ تفکرات خواہ وہ دنیا کے ہوں یا دین کے اللہ اکبر دل کو تسلی بھی دیتا ہے، حوصلہ بھی دیتا ہے اور قبلہ بھی درست کرتا ہے، وہ یہ بتاتا ہے کہ تفکرات کے نتیجہ میں تمہیں خدا کی طرف رخ کرنا چاہئے جبکہ تم خدا کی طرف سے رخ ہٹا کر تفکرات کی طرف رخ کرنے لگے ہو۔ پس اللہ اکبر نماز کے لئے قبلہ نما ہو جاتا ہے۔ پھر بعض دفعہ انسان کی آرزوئیں اس کی توجہ خدا کی طرف سے ہٹا دیتی ہے۔ کوئی سیر کا شوق رکھتا ہے، کوئی کھیل کا شوق رکھتا ہے، کوئی دوستوں میں مجلس لگانے کا شوق رکھتا ہے، کوئی ریڈیو سننے کا شوق رکھتا ہے، کوئی ٹیلیویژن دیکھنے کا شوق رکھتا ہے، کسی کو کتابیں پڑھنے کی عادت ہے۔ کوئی دلچسپ کتاب پڑھتے پڑھتے نماز کا وقت آ گیا کتاب الٹا کر نماز کی طرف بھاگا اور پھر کتاب نے اس کے خیالات کو زنجیریں پہنا دیں۔ نماز پڑھتے اس کتاب کا مضمون دوبارہ ذہن میں آنے لگتا ہے۔ بھوکے کو کھانے کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے اور وہ اسے نماز نہیں پڑھنے دیتی، نماز میں بار بار یہ خیال آتا ہے کہ نماز ختم کروں تو میں کھانا کھاؤں۔ چنانچہ نمازوں میں کسالی کی حالت اکثر انہی وجوہات سے پائی جاتی ہے یعنی وہ لوگ جو ارادۃً منافق نہ ہوں جو ارادۃً گنہگار نہ ہوں عملاً ان کی نماز میں بھی فی الحقیقت نفاق کا ایک رنگ تو ضرور پایا جاتا ہے یعنی وہ رنگ جو بشری کمزوری سے تعلق رکھتا ہے جس کے نتیجہ میں دیگر توجہات بار بار انسان کا چہرہ اپنی طرف موڑ لیتی ہیں۔

پس اللہ اکبر کی تکرار ہر ایسے موقع پر الگ الگ معنے لے کر آپ کے سامنے آئے گی۔ اللہ اکبر بتائے گا کہ تم تو کہتے تھے کہ خدا سب سے بڑا ہے اب تمہیں کھانا سب سے بڑا لگ رہا ہے۔ تم تو کہتے تھے کہ خدا سب سے بڑا ہے اب تمہیں ٹیلیویژن سب سے بڑا لگ رہا ہے۔ تم تو کہتے تھے کہ خدا سب سے بڑا ہے اب تمہیں ریڈیو بہت بڑا لگنے لگ گیا ہے۔ تم تو کہتے تھے کہ خدا سب سے بڑا ہے اب فلاں کھیل تمہیں سب سے بڑا لگنے لگ گیا ہے اور دوستوں کی مجلس زیادہ بڑی محسوس ہو رہی ہے۔ پس نماز کا قبلہ درست کرنے کے لئے اللّٰہ اکبر کی صدا اس آدمی کے لئے ایک حیرت انگیز اثر دکھلاتی ہے جس کی توجہ اللّٰہ اکبر کے مضمون کی طرف رہتی ہے۔ جب وہ ایک حالت سے دوسری حالت میں منتقل ہوتا ہے اس وقت تکبیر کہنے کا ایک بہت ہی اچھا اور عظیم فائدہ یہ ہے کہ حرکت انسان کو سوچوں سے بیدار کر دیا کرتی ہے۔ حرکت ایک مخمصے میں پھنسے ہوئے انسان کو اچانک ہلاتی ہے اور جھنجھوڑ کر بیدار کرتی ہے اور یہ ایک بہترین وقت ہوتا ہے کسی کو سمجھانے کا کہ تم جانا کسی اور طرف چاہتے تھے اور جا کسی اور طرف رہے ہو۔

پس اللہ اکبر کی تکرار اگر آپ سمجھ کر کریں تو نفسیاتی حالت بھی اس وقت ایسی ہوتی ہے کہ انسان اس کے اثر کو زیادہ قبول کر سکتا ہے اس لئے جہاں تک اللہ اکبر کا تعلق ہے یہ نماز کا قبلہ درست کرتا ہے اور جہاں تک نماز کا تعلق ہے یہ انسان کا قبلہ درست کرتی ہے۔ اور اس کے نتیجہ میں ایک اور بڑا فائدہ یہ حاصل ہوتا ہے کہ اس طرح نفس کے تجزیے کا موقع ملتا ہے۔ ہر انسان اپنی نماز کے قبلہ نما کے ذریعہ یہ محسوس کر سکتا ہے کہ اس کی حقیقی توجہ کا مرکز کہاں تک خدا ہے اور کہاں تک دوسری خواہشات ہیں، کس حد تک وہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا اہل ہوا ہے اور کس حد تک نہیں ہو سکا۔ پھر خیالات مختلف حالتوں میں پکڑے جائیں گے۔ ہر بار اللہ اکبر کہنے کے وقت وہ شخص جس کی توجہ خدا کی طرف قائم نہیں وہ اپنے خیالات کو مختلف حالتوں میں پکڑے گا اور اس وقت وہ صحیح اندازہ کر سکتا ہے کہ میری اندرونی شخصیت کیا ہے کس حد تک میں خدا کا ہوں کس حد تک میرے دعووں میں سچائی ہے کتنی مجھ میں خامیاں ہیں اور کس نوع کی خامیاں ہیں، خدا کی راہ میں روکیں پیدا کرنے والے وساوس اور نفسانی شیاطین کون کون سے ہیں، ان کی شکلیں کیا کیا ہیں اس طرح انسان کو اپنے نفس کی اصلاح کا ایک بہترین موقع میسر آ جاتا ہے کیونکہ جب دشمن پہچانا جائے تو اس وقت اس کو شکست دینا زیادہ آسان ہوتا ہے بہ نسبت ایسے دشمن کے جو پہچانا نہ جائے اور نہ اس کے متعلق یہ پتہ چلے کہ وہ کس سمت سے حملہ کر رہا ہے۔ پس نمازیں قبلہ نما بھی ہیں اور انسان کے اندرونی دشمن کی تعیین کرنے میں بھی بڑی مدد کرتی ہیں اور اس سلسلہ میں سب سے اہم کردار بار بار تکبیر ادا کرتی ہے۔

پھر عمومی طور پر یہ بات ہر انسان کے فہم میں آجاتی ہے کہ جس چیز میں کشش زیادہ ہو وہ اس چیز کے مقابل پر جس میں کشش کم ہو زیادہ قوت کے ساتھ اپنی طرف کھینچتی ہے۔ ویسے تو دنیا میں ہر چیز ایک دوسرے کو کھینچ رہی ہے۔ کوئی ایک بھی ذرہ نہیں جو دوسرے ذروں کو اپنی طرف نہ کھینچ رہا ہو اور دوسرے ذرے اسے اپنی طرف نہ کھینچ رہے ہوں لیکن اس کے باوجود ہم آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ ٹکرا نہیں جاتے، ہم دیواروں کے ساتھ چمٹ نہیں جاتے، ہم پہاڑوں کے ساتھ نہیں لگ جاتے اس لئے کہ زمین کی کشش ہمیں زیادہ قوت کے ساتھ اپنی طرف کھینچ رہی ہے۔ تو اس پہلو سے ہم بعینہٖ تعیین کر سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی کشش کے مقابل پر وہ کون سی قوتیں ہیں جو ہم پر بار بار اثر انداز ہوتی ہیں اور ہمارے قبلہ کو ٹیڑھا کرتی ہیں اور کیوں خدا کی کشش ان پر غالب نہیں آتی۔ چنانچہ اس نقطہ نگاہ سے جب آپ نمازوں میں اپنے نفس کے تجزیہ کے عادی ہو جاتے ہیں اور بار بار اللہ اکبر کی مدد سے اپنے اندرونی فسادات کی تعیین کرتے ہیں تو آپ کو اپنے

اندر ایک نہیں بلکہ متعدد مخفی بت نظر آئیں گے اور شرک خفی کی مختلف صورتیں اپنے وجود کے اندر دکھائی دینے لگیں گی۔ پس اس صورت میں نماز ایک آئینہ بن جاتی ہے جو آئینہ خانے کا سا منظر پیدا کرتی ہے یعنی جس سمت میں آپ دیکھیں گے نماز کے آئینہ خانے میں آپ کو کوئی نہ کوئی مخفی بت اور کسی نہ کسی شرک کا دبا ہوا پہلو دکھائی دینے لگے گا اور اس کی تصحیح کرتے وقت آپ ہر کوشش کے بعد نسبتاً زیادہ موحد بنتے چلے جائیں گے۔

پس خدا کی جانب یہ حرکت ہی وہ مقبول چیز ہے جو کمزور انسان کی نماز کو قبولیت کے مقام تک پہنچاتی رہتی ہے۔ چنانچہ یہ خیال اور یہ وہم باطل ہے کہ چونکہ ایک کمزور انسان کی نماز کلیتہً رد کر دی جاتی ہے اس لئے اسے نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ اگر انسان کوشش اور جدوجہد کے ساتھ نماز پڑھتا ہے تو پہلی حالت کی نسبت ایک خفیف سا فرق بھی جو پڑتا ہے اس خفیف سے فرق کو بھی اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔ وہ معمولی سی حرکت بھی جو غیر اللہ سے اللہ کی جانب کی جاتی ہے اسے اللہ تعالیٰ قبول فرما لیتا ہے۔ اسی لئے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

(۔) (الزلزال نمبر 99 آیت 8-9)

کہ تم جانتے نہیں خدا تعالیٰ کتنا لطیف اور خبیر ہے اور اپنے بندوں کو کتنا نوازنے والا ہے۔ معمولی سے معمولی اور ذرا سی نیکی بھی جو تم کرتے ہو وہ بھی ضائع نہیں جاتی، وہ خدا کی راہ مقبول ہو جاتی ہے۔ پس ایک لمبی جدوجہد جو نمازی اپنا رخ درست کرنے کے لئے دیانت داری سے خدا کی جانب اختیار کرتا ہے اس کا ہر پہلو اسے خدا کے قریب کر رہا ہوتا ہے، اس کی ہر آئندہ نماز پہلے کی نسبت زیادہ سنورتی چلی جاتی ہے، اس لئے نماز تو ایک بہت ہی عظیم الشان جہاد ہے، بہت ہی وسیع جہاد ہے جو بہت لمبے عرصہ تک جاری رکھنے کا متقاضی ہے۔ ایک زندگی تو کیا اگر انسان کو مسلسل کئی زندگیاں بھی مل جائیں اور وہ ان میں جہاد کرتا چلا جائے تب بھی اس کا دوسرا کنارہ نظر نہیں آئے گا لیکن اس عظیم الشان جہاد کے دوران جسے خواہ ساری انسانی عمر پر بھی پھیلا دیا جائے تب بھی کوئی ایک مقام بھی ایسا نہیں آئے گا جہاں وہ کھڑا ہو جائے کیونکہ اس کی نماز کی حالت درست کرنے کے لئے خود نماز میں ایسے محرکات موجود ہیں جو ہر وقت اس کو ایک نیا حسن عطا کرتے چلے جاتے ہیں۔

دوسرا پہلو جس کی طرف نظر کرنے سے نماز کو بہتر بنانے کا موقع ملتا ہے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ یہ نماز کا ایک عمومی پہلو ہے جو ہر حصہ نماز پر صادق آتا ہے اور وہ قراءت نماز ہے یعنی نماز کے ہر حصے میں جو کچھ پڑھا جاتا ہے اس پر انسان غور کرے تو اس غور و فکر کے دوران اس پر بہت سی باتیں کھلنی شروع ہو جائیں گی۔ مثلاً نماز کی حالت میں نماز کے اجزاء پر غور کرنا اور ان الفاظ و آیات پر غور کرنا جو انسان نماز میں پڑھتا ہے یہی وہ ذکر اللہ ہے جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی ہستی کا زیادہ فہم و ادراک عطا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفات کی عظمت کا زیادہ بہتر علم حاصل ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کی صفات کے رنگ اپنانے کے زیادہ اچھے مواقع میسر آنے لگتے ہیں۔ اس غور و فکر کے نتیجہ میں انسان کو بہت سی ایسی باتیں معلوم ہو جاتی ہیں جو بغیر غور کے اگر آپ کروڑ دفعہ بھی نماز سے گزر جائیں تب بھی آپ کو معلوم نہیں ہو سکتیں۔ نماز میں بے شمار معارف رکھ دیئے گئے ہیں ہم روزانہ ان سے گزرتے ہیں لیکن توجہ نہیں کرتے، غور نہیں کرتے کہ کن حالتوں میں سے ہم گزرتے چلے جا رہے ہیں۔ مثلاً جب ہم کہتے ہیں اھدنا (۔) تو یہ دعا ہر نماز کی ہر رکعت میں پڑھتے ہیں کیونکہ جب تک سورۃ فاتحہ کو نماز کی ہر رکعت میں پڑھا نہ جائے اس وقت تک کوئی نماز قائم رہ ہی نہیں سکتی گویا سورۃ فاتحہ نماز کی زندگی ہے۔

سورۃ فاتحہ کے جو پہلے حصے ہیں اگرچہ میں مختلف وقتوں میں ان پر روشنی ڈالتا رہا ہوں لیکن اس سے بہت زیادہ گہرائی کے ساتھ اور وسعت کے ساتھ اور عرفان کے ساتھ سورۃ فاتحہ کے عظیم محاسن پر حضرت مسیح موعود روشنی ڈال چکے ہیں۔ تاہم سورہ فاتحہ کے مطالب تو محدود نہیں۔ یہ ایک ایسا مضمون ہے جس پر غور و فکر کا کام ہمیشہ جاری رہے گا۔ اگر تمام سمندر سیاہی بن جائیں اور سورۃ فاتحہ کے معارف لکھتے لکھتے وہ خشک ہو جائیں تب بھی اس سورۃ کے معارف کا احاطہ نہیں ہو سکتا۔ ہر دور میں اس کے نئے سے نئے مطالب کی طرف انسان کی توجہ پھرتی رہے گی۔ اور میں ہر نمازی سے بتکرار کہتا ہوں کہ اگر وہ نماز میں سورہ فاتحہ پر غور کرے تو ہر رکعت میں اس کی ہر آیت میں اس کو اپنی کیفیات اور حالتوں کے مطابق نئے سے نئے مطالب نظر آنے شروع ہو جائیں گے۔ یہ اتنا وسیع مضمون ہے کہ ہر انسان جو سورۃ فاتحہ کو پڑھتا ہے وہ اپنے ظرف کے مطابق اس کے معنے اخذ کرتا ہے۔ اور اس کے اخذ کردہ معنے دوسروں کے معانی سے کسی نہ کسی لحاظ سے ضرور مختلف ہوں گے اس لئے **اگر ارب ہا ارب انسان بھی سورۃ فاتحہ پر غور کریں گے تو ان کے ظرف میں سورۃ فاتحہ کے جو معنے جھلکیں گے وہ دوسرے انسانوں سے کسی نہ کسی پہلو سے ضرور مختلف ہوں گے۔ بہرحال نماز میں جب انسان سورۃ فاتحہ کو غور سے پڑھنے کی کوشش کرتا ہے اور اس میں ڈوبنا شروع کرتا ہے اور اس کے معانی و مطالب پر غور کرتا ہے تو اس کی نمازوں کی کیفیت بدل جاتی ہے، ان میں بہت ہی زیادہ حسن پیدا ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو نئے سے نئے عرفان عطا فرماتا چلا جاتا ہے۔**

اھدنا الصراط المستقیم کی دعا خصوصیت کے ساتھ نماز کو سیدھا اور درست کرنے میں مددگار بنتی ہے۔ (۔) کی دعا سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو صراط ہم مانگ رہے ہیں وہ نماز ہی میں سے ہو کر گزرتی ہے۔ وہ راستہ جس پر سارے انعام پڑے ہیں وہ نماز ہی کا راستہ ہے۔ جب تک ہم نماز کی راہ پر چل کر ان انعامات کو پانے کی کوشش نہیں کریں گے ہم محض خوابوں کی دنیا میں بس رہے ہوں گے، حقیقت میں وہ انعام ہمیں کبھی بھی میسر نہیں آ سکیں گے۔ چنانچہ اس مضمون پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ کیوں نماز کی ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کا پڑھنا لازمی قرار دیا گیا ہے۔ (۔) میں انعام پانے والوں کے جو رستے معین کئے گئے ہیں ان کے متعلق قرآن کریم سے صاف پتہ چلتا ہے کہ صراط مستقیم پر چلنے کے نتیجہ میں چار انعامات یا چار مراتب نصیب ہوتے ہیں۔ پہلا مرتبہ صالحیت کا، دوسرا شہادت کا، تیسرا صدیقیت کا اور چوتھا نبوت کا ہے۔ گویا جس حد تک نماز درست ہوگی اور سنورے گی اس حد تک انسان درجہ بدرجہ ان مراتب کے قریب ہوتا اور ان کو پاتا چلا جائے گا۔

پس یاد رکھیں اگر آپ کی نماز صالح نہیں ہے تو آپ اس رستہ پر نہیں چل رہے جس پر صالحیت کا انعام پڑا ہوا ہے آپ کی نماز صالح ہوگی تو آپ صالح کہلائیں گے۔ اگر نماز فاسد رہے گی تو وہ انسان جو فاسد نماز پڑھتا ہے وہ صالح نہیں بن سکتا۔ اس لئے نماز سے باہر ایک ذرہ بھی نعمت نہیں ہے ساری نعمتیں نماز کے اندر آ گئی ہیں۔

شہادت کے متعلق عموماً یہ تصور پایا جاتا ہے کہ گویا صرف خدا کی راہ میں جان دینے کا نام شہادت ہے، حالانکہ بعض اوقات خدا کی راہ میں جان ایسی حالت میں دی جاتی ہے جب انسان بے اختیار ہوتا ہے مجبور ہوتا ہے، جان جاتی تو خدا کی راہ ہی میں ہے مگر اس طرح کہ کسی حملہ کرنے والے نے حملہ کر دیا، اس میں انسان مجبور اور بے بس تھا اس سے ظاہر ہے کہ موت کے منہ میں آنکھیں ڈال کر اس کی طرف بڑھتے ہوئے جان دینا اور چیز ہے اور خدا کی راہ میں خدا کی خاطر ویسے مر جانا اور چیز ہے۔ پس شہادت کے بھی بہت سے مراتب ہیں۔ یعنی ہر شہید کا مقام ایک نہیں رہتا ...... حضرت مسیح موعود نے ایک کتاب لکھی، اس کو پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ شہادت بظاہر ایک لقب ہے لیکن اس کے اندر بھی اتنے مراتب ہیں کہ لگتا ہے یہ سفر بھی کبھی ختم ہی نہیں ہو سکتا۔ یعنی یہ نہیں ہے کہ آپ صالحیت میں داخل ہوئے اور اچانک صالحیت ختم ہوئی اور پھر آپ شہادت کی طرف چل پڑے۔ صالحیت کا ایک لمبا دور ہے جو بعض دفعہ انسان کی ساری زندگی پر حاوی ہوتا ہے تب بھی صالحیت کے اندر انسان کا سفر ختم نہیں ہو پاتا اور اگلے مقام کی باری نہیں آتی۔ پس وہ شہادت ہی ہے جو جان دینے سے ملتی ہے لیکن اس کے پیچھے ایک روح ہے۔ اگر وہ روح موجود نہ ہو تو وہ شہادت، شہادت نہیں کیونکہ شہید نام ہی اس لئے رکھا گیا

ہے کہ شہید ہونے والا خدا کو روبرو دیکھ رہا ہوتا ہے اور جانتا ہے کہ میرا ایک خدا ہے جس کی طرف میں جاؤں گا جس حد تک حضوری کا یہ مقام کسی کو نصیب ہوتا ہے، جس حد تک اس کی اس گواہی میں قوت پائی جاتی ہے اور ذاتی تجربہ پایا جاتا ہے کہ ہاں ایک خدا ہے اسی نسبت سے شہادت کا مقام بلند تر ہوتا چلا جاتا ہے۔ شہادت کا مقام خدا کی راہ میں ایک دم جان دینے کے علاوہ دوسرے ذرائع سے بھی ملتا ہے اس لئے یہ خیال کرنا غلط ہے کہ صرف جان دینے والوں کو ہی شہید کہا جاتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام بھی شہید کہلاتے ہیں ان معنوں میں کہ انبیاءؑ میں صالحیت اور شہادت اور صدیقیت اور نبوت کے چاروں مراتب الگ الگ نہیں ہوا کرتے یعنی یہ نہیں ہوتا کہ نبی پہلے صالح تھا پھر شہید ہوا پھر شہادت سے نکل کر وہ صدیقیت میں داخل ہوا پھر صدیقیت سے نبوت میں داخل ہوا بلکہ چاروں مراتب بیک وقت انہیں حاصل ہوتے ہیں اور ان کی ذات میں ہر مرتبہ اپنے درجہ کمال کو پہنچا ہوتا ہے تب ہی قرآن کریم نے انبیاء علیہم السلام کے لئے صالح کا لفظ بھی استعمال فرمایا صدیق کا لفظ بھی استعمال فرمایا شہید کا لفظ بھی استعمال فرمایا اور نبی کا بھی۔ بعض کم فہم لوگ غور نہیں کرتے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ بعض نبی صالح ہیں بعض صدیق ہیں اور بعض شہید ہیں۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ ہر نبی لازماً صالح بھی ہوتا ہے، لازماً شہید بھی ہوتا ہے، لازماً صدیق بھی ہوتا ہے اور لازماً نبی بھی ہوتا ہے۔

پس زندگی میں شہادت پانے کا گر نماز سکھاتی ہے اور پھر صرف گر ہی نہیں سکھاتی بلکہ بتا دیتی ہے کہ ہاں تمہیں شہادت نصیب ہوگئی۔ کیونکہ جس نماز میں خدا غائب سے حاضر میں آجاتا ہے **جو نماز عالم الغیب والشھادۃ کو عالم غیب سے عالم شہود میں اتار دیتی ہے وہ دراصل وہی نماز ہے جو شہادت کا مقام رکھتی ہے اور وہی نماز ہے جو نمازی کو شہید بنا دیتی ہے۔ پھر خواہ اس کی جان خدا کی راہ میں جائے یا نہ جائے اس کا اٹھنا بیٹھنا، اس کا مرنا جینا سب کچھ خدا کے لئے ہو جاتا ہے۔ پس نماز کے ذریعہ آپ کو شہادت بھی نصیب ہوگی اور جب تک نماز کی شہادت نصیب نہیں ہوتی باقی شہادتیں اس کے مقابل پر کوئی بھی معنے نہیں رکھتیں۔** اور جیسا کہ میں نے پہلے ذکر کیا ہے یہ وہ شہادت ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق احسان کے نتیجہ میں ملتی ہے۔ اور ایسا اس وقت ہوتا ہے جب آپ اپنی توجہات کو درست کر لیتے ہیں اس کے لئے ایک بڑی لمبی محنت درکار ہے۔ ویسے لمبی محنت کے بعد بھی آپ خطرے سے خالی نہیں رہیں گے اعلیٰ مقام پر پہنچیں گے تو اعلیٰ قسم کے وساوس آپ پر حملہ کریں گے۔ جب آپ اس حالت کو درست کر لیں گے اور خدا کے حضور حاضر ہونے کی اہلیت اپنے اندر پیدا کر لیں گے اور یہ حالت اپنے اوپر وارد کر لیں گے کہ گویا آپ خدا کو دیکھ رہے ہیں اور خدا آپ کو دیکھ رہا ہے تو یہ وہ مقام شہادت ہے جو (۔) کی دعا ہمیں سکھاتی ہے

اس دعا میں ہم یہ عرض کر رہے ہوتے ہیں کہ اے خدا! ہم تجھ سے عبادت کی راہ سے وہ رستہ تلاش کرنے آئے ہیں جو بالآخر ان چاروں مقامات تک انسان کو پہنچا دیتا ہے۔ پس جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے تمام زندگی بلکہ زندگیوں کے تسلسل بھی ان مقامات پر حاوی نہیں ہو سکتے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ **جن لوگوں کو بیک وقت** یہ سارے مقام عطا فرماتا ہے پھر ان مقامات کی لذتیں بھی ان کو بخشتا ہے اور اس طرح وہ چاروں مقامات کا حق ادا کر رہے ہوتے ہیں۔ لیکن ایک انسان اگر صالحیت کے مقام پر بھی پہنچ جاتا ہے تو وہ اپنی جگہ ایک بہت عظیم الشان مقام ہے اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے نماز کی کیفیت سے آپ اس مقام کو پہچان لیں گے۔ نماز صالح ہوگئی تو آپ بھی صالح ہوگئے۔ نماز شہید ہوگئی تو آپ بھی شہید بن گئے، نماز صدیق ہوگئی تو آپ بھی صدیق ہوگئے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر صحابہؓ کو مخاطب کر کے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی نمازوں کے متعلق فرمایا کہ تم کہیں اس غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو جانا کہ ابوبکر بھی تو ہمارے جیسی نمازیں پڑھتا ہے۔ فرمایا اس کی بعض نمازیں ایسی ہیں جو تمہاری عام نمازوں سے ستر گنا زیادہ مرتبہ رکھتی ہیں۔ ستر گنا ایک تکمیل کا محاورہ ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ بعینہٖ ستر عدد شمار کر کے اتنے گنا مرتبہ ملتا ہو بلکہ ستر کا لفظ عربی میں تکمیل کے معنے دیتا ہے، وسعت کے معنوں پر دلالت کرتا ہے، بہت زیادہ کے معنے رکھتا ہے۔

سورۂ فاتحہ کے بعد دوسرا حصہ تلاوت آیات پر مشتمل ہے۔ اب نماز میں تلاوت کے لئے بھی انسان کو ایک سے زیادہ آیات مختلف نمازوں کے لئے یاد رکھنی چاہئیں۔ بچوں کو چھوٹی عمر میں جب ہم نمازیں سکھاتے ہیں تو عموماً (سورہ اخلاص) سکھا کر بتا دیا جاتا ہے کہ سورۃ فاتحہ کے بعد پہلی دو رکعتوں میں (سورۃ اخلاص) پڑھ لینا اور آخری دو رکعتوں میں (اس) کے بغیر بھی نماز ہو جائے گی۔ لیکن توجہ اور شدت کے ساتھ سمجھایا نہیں جاتا کہ یہ کم سے کم ہے، اس سے زیادہ تمہیں یاد کرنا چاہئے۔ کیونکہ نماز کی حالت میں تلاوت ایک اور رنگ رکھتی ہے اور نماز کے بغیر تلاوت کا رنگ اور ہوتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم نے جب یہ کہا (۔) تو یہاں فجر کی نماز کی تلاوت مراد ہے۔ چنانچہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ طریق تھا کہ آپ فجر کی نماز کی تلاوت کو بہت لمبا کیا کرتے تھے اور آپؐ کے صحابہؓ بھی نماز فجر کی تلاوت کو بہت لمبا کرنے کے عادی تھے۔ پس اگر اتنا لمبا نہ بھی سہی پھر بھی دیکھنا یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرق کیوں کیا۔ باقی نمازوں کی تلاوتوں کے مقابل پر صبح کی نماز کی تلاوت کو کیوں لمبا کیا؟ اس لئے کہ آپؐ سمجھتے تھے کہ قرآن کریم کا منشاء کیا ہے وہاں قرآن الفجر سے مراد محض عام تلاوت نہیں بلکہ فجر کی نماز میں تلاوت قرآن مراد ہے۔ اور اگر فجر کے مضمون کو لمبا کیا جائے تو فجر سے پہلے تہجد کی نماز کی تلاوت پر بھی یہ اطلاق پا سکتا ہے۔ پس تلاوت آیات کے رنگ بدلنے چاہئیں۔ تلاوت میں تنوع پیدا کرنا چاہئے۔ جب آپ تلاوت کے مضمون میں داخل ہوں گے تو ہر آیت جو آپ چنتے ہیں وہ اپنے ساتھ یک نیا پیغام لے کر آئے گی، ایک نیا مضمون آپ پر کھولنا شروع کرے گی۔ پس اپنے بچوں کو ایک سے زائد سورتیں یاد کروائیں۔ وہ سورتیں خواہ مختصر ہوں لیکن معنوں کے ساتھ یاد کروائیں اور یہ سمجھا کر یاد کروائیں کہ جب وہ نماز پڑھیں تو ان کے معنوں پر غور کریں۔ یہ مضمون تو بہت لمبا ہے میں اس کا ایک حصہ فی الحال بیان کر کے ختم کروں گا۔ اس کے بعد پھر انشاء اللہ تعالیٰ بعض دوسرے پہلوؤں پر آئندہ روشنی ڈالوں گا۔

جب ہم رکوع میں جاتے ہیں تو سبحان ربی العظیم پڑھتے ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ عظیم کے کیا معنے ہیں اور سبحان کیوں ساتھ پڑھا جاتا ہے اور ربی کیوں کہتے ہیں ربنا کیوں نہیں کہتے۔ یہ سارے خیال انسان کے ذہن میں اٹھتے ہیں، یہ سارے سوال پیدا ہوتے ہیں۔ سب سے پہلے تو میں "عظیم" کے معنے بتاتا ہوں۔ اردو میں عظیم کا لفظی ترجمہ "بہت بڑا" کیا جاتا ہے۔ لیکن اللہ اکبر کا مطلب بھی یہی لیا جاتا ہے کہ "اللہ سب سے بڑا ہے" اور کبیر کا مطلب بھی "بڑا" ہوتا ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ باقی بڑائی کے مقابل پر عظیم میں معنوی طور پر کیا فرق پایا جاتا ہے۔ دراصل لفظ عظیم حجم پر بھی بولا جاتا ہے اور وسعت پر بھی۔ اس میں لمبائی (طوالت) کے معنے نہیں پائے جاتے بلکہ وسعت اور حجم کے لحاظ سے ظاہری طور پر یہ لفظ اطلاق پاتا ہے مثلاً عظیم الجثہ ایسے شخص کو کہتے ہیں جو بہت بڑا پھیلا ہوا جثہ رکھتا ہو۔ یا پہاڑ کو دیکھ کر کہتے ہیں یہ عظیم پہاڑ ہے تاہم اس میں طوالت کے معنے اس لحاظ سے ضرور پیدا ہو جاتے ہیں کہ پہاڑ کی اونچائی کی طرف دیکھیں تو وہ طوالت بن جاتی ہے اور پھیلاؤ کی طرف دیکھیں تو وہ چوڑائی ہو جاتی ہے۔ بحیثیت مجموعی حجم کا تصور عظمت کے ساتھ ایک تعلق رکھتا ہے۔ افق تا افق پھیلی ہوئی ایک چیز عظیم ہوگی۔ زمین و آسمان پر یکجائی نظر ڈالیں تو وہاں کبیر کا لفظ بولنے میں نہیں آئے گا بلکہ عظیم کا لفظ آئے گا۔ اور عظیم کا لفظ صرف ظاہری چیزوں ہی پر اطلاق نہیں پاتا بلکہ معنوی چیزوں کے لئے بھی بولا جاتا ہے بلکہ زیادہ تر معنوی طور پر اطلاق پاتا ہے۔ مثلاً صفات کے لحاظ سے عظیم وہ شخص سمجھا جائے گا جس کے اندر بہت بڑی بڑی صفات ہوں جن کی وجہ سے اس کے اندر حوصلہ زیادہ ہو، اس کا مرتبہ زیادہ ہو۔ جب کہ روحانی لحاظ سے عظیم وہ شخص ہوگا جس کی روحانیت کا آپ تصور نہیں کر سکتے اسی طرح عظیم کا لفظ صفات حسنہ اور اہم شخصیتوں کے لئے بولا جاتا ہے اور طاقتوں کے اظہار

کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ جب ہم کسی عظیم سلطنت کا ذکر کرتے ہیں تو اس سے صرف یہی مراد نہیں ہوتی کہ اس سلطنت کا پھیلاؤ زیادہ ہے بلکہ مراد یہ ہوتی ہے کہ اس کا مرتبہ زیادہ ہے، اس کا رعب زیادہ ہے۔ عظیم شخص اس شخص کو بھی کہتے ہیں جو اپنے اندر ایک سے زیادہ جہتیں رکھتا ہو، صرف ایک جہت میں ترقی کرنے والا نہ ہو۔ کسی ایک جہت میں اس نے بڑائی حاصل نہ کی ہو بلکہ ایک سے زائد جہتوں میں اس نے بڑائی حاصل کر لی ہو۔ ہر دفعہ جب عظیم کا لفظ بولا جاتا ہے تو اس میں اس مقابلہ کا مفہوم نہیں ہوتا جو علو میں پایا جاتا ہے۔ لیکن رعب کا پایا جانا عظمت کا ایک لازمی حصہ ہے۔ جب کسی شخص کے مقابل پر کسی پہلو سے آپ چھوٹے ہیں اور وہ آپ سے بڑا ہے تو خواہ وہ زندہ وجود ہو خواہ مردہ وجود ہو یعنی جسد بے جان ہو ایسی صورت میں آپ کے دل میں اس کی عظمت ہی کا خیال آئے گا۔ پہاڑ کو خواہ وہ کتنا بلند ہو آپ بہت سے دور سے دیکھیں تو آپ کو اس کی عظمت کا خیال نہیں آئے گا یہاں تک کہ جب آپ اس کے قریب پہنچ جائیں اور وہ آپ پر حاوی ہو جائے اور اس کا رعب آپ پر بیٹھ جائے تو پھر آپ اسے عظیم کہیں گے ایسی صورت میں دل سے بے اختیار عظمت کا خیال اٹھے گا۔ اسی طرح جس شخص کو یا جس ذات کو بھی آپ عظیم کہتے ہیں اس کا کچھ نہ کچھ رعب قبول کرتے ہیں۔ بادشاہ اپنے ماتحتوں کو عظیم نہیں کہتا، ویسے ہی دل بڑھانے کے لئے کہہ دے تب بھی اس کا معنی یہ ہوتا ہے کہ تم اپنے چھوٹوں کے مقابل پر عظیم ہو لیکن اپنے مقابل پر اس کو عظیم نہیں سمجھتا۔ اس لئے کہ عظمت میں ایک رعب کا مفہوم بھی پایا جاتا ہے۔ جب تک وہ رعب طاری نہ ہو اس وقت تک عظمت کا تصور قائم نہیں ہوتا۔ پس عظمت اپنے ساتھ ایک رعب کا مضمون رکھتی ہے۔ اور عظمت کا تصور تب بڑھتا ہے جب انسان ایسی چیز کے قریب جائے۔ مثال کے طور پر روس کی سلطنت بھی عظیم ہو گی لیکن آپ باہر بیٹھے ہوئے ہیں آپ کو اس سے کیا؟ وہ ایک فرضی عظمت ہے۔ لیکن جس سلطنت میں آپ رہ رہے ہوں اس کی عظمت کا احساس اور رنگ رکھتا ہے، جس سلطنت کو دور سے دیکھ رہے ہیں اس کی عظمت کا احساس اور رنگ کا ہوتا ہے۔ پھر کسی کی عظمت براہ راست آپ پر اثر انداز بھی ہو رہی ہو تو وہ بالکل اور چیز ہے۔ اور کسی کی وہ عظمت جو براہ راست اثر انداز نہ ہو رہی ہو وہ بالکل اور بات ہے۔ غرض جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا کہ پہاڑ کے قریب جا کر اس کی عظمت کا احساس ہوتا ہے لیکن اگر اس وقت زلزلہ کی کیفیت پیدا ہو رہی ہو یا اگر باد و باراں ہو بجلی کے کڑکے ہوں اور پہاڑ ان سب ہیبتوں کے ساتھ رونمائی کر رہا ہو جو پہاڑ کے لفظ اور اس کے معنی کے ساتھ وابستہ ہیں تو پھر پہاڑ کی عظمت اور طرح جلوہ گر ہو گی۔

پس جب آپ **سبحان ربی العظیم** کہتے ہیں تو عظمت کے وہ سارے معنے خدا تعالیٰ کی ذات کی طرف منسوب کر دیتے ہیں جن کا انسان تصور کر سکتا ہے۔ پھر لفظ عظیم کے ساتھ الف لام شامل ہو کر اس میں وہ ساری وسعتیں پیدا کر دیتا ہے جو عرب الف لام کے ساتھ منسوب کیا کرتے تھے۔ یعنی یہ معنے بھی ہو جائیں گے کہ اصل عظمت تو خدا ہی کو حاصل ہے۔ جتنی بھی عظمتیں ہیں وہ کامل طور پر خدا کی ذات میں پائی جاتی ہیں غیر اللہ میں نہیں پائی جاتیں۔ اس کے علاوہ بھی الف لام کے جتنے معنے ہیں (یہ لفظ متفرق معنے دیتا ہے) وہ سارے خدا تعالیٰ کی ذات میں اکٹھے کر دیئے جائیں تب العظیم کے معنے سمجھ آ گئے۔

پھر دوسرا پیغام آپ کو یہ ملتا ہے کہ میرا رب العظیم ہے آپ نے العظیم اس وقت کہا کہ جب آپ نے خود حرکت کی اور کسی کے سامنے جھکے جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے اس کی حضوری کو محسوس کیا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی وجود آپ کے سامنے ابھرا ہے۔ فی الحقیقت تو خدا ہر وقت موجود ہے عین جھکتے وقت آپ نے سبحان ربی العظیم کیوں کہا؟ اس لئے کہ اپنے رب کی عظمت کی طرف دوبارہ توجہ مرکوز کرنے کے لئے اور یہ احساس دلانے کے لئے ضروری تھا کہ وہ عظیم ہستی جسے تم دور کی حالت سے دیکھا کرتے تھے اور غفلت کی آنکھ سے دیکھا کرتے تھے اب محسوس کرو کہ عبادت کے وقت وہ تمہارے قریب تر آ گیا ہے اور اتنا قریب آ گیا ہے کہ تم نے اپنی جسمانی حرکت کے ذریعہ اس کے وجود کو محسوس کیا ہے اور اس کے سامنے جھک گئے ہو۔ اور **ربی** کے لفظ میں میرا رب کہہ کر اس میں ایک اور مضمون بھی پیدا کر دیا ہے یعنی ایسے وجود کے سامنے آپ نہیں جھکے جس کی دشمنی کا خوف ہو، ایک ایسے وجود کے سامنے جھکے ہیں جس سے آپ خیر کی توقع رکھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ وہ آپ کی طرف ہے اور پھر وہ آپ کی دائیں طرف ہے بائیں طرف نہیں ہے یعنی آپ کا ساتھی ہے آپ کا دشمن نہیں ہے۔

پس سبحان ربی العظیم کہہ کر ان خدشات کو دور کر دیا کہ کیا بنے گا اتنے بڑے وجود کے سامنے جا رہے ہیں جو خیر و شر کی تمام طاقتیں رکھتا ہے۔ ربی کہہ کر آپ کو ایک دعا سکھا دی۔ اور یہ دعا وہ لوگ بھی کرنے لگ جاتے ہیں جو درحقیقت سمجھے ہیں کہ ہمارا تھا نہیں ہم اس کو اب اپنا بنانا چاہتے ہیں۔ جب کسی طاقتور کے ہاتھ میں کوئی دشمن آ جاتا ہے تو اس وقت وہ دشمن بھی اپنا بنا لیا کرتا ہے اس کو یہ بتانے کے لئے کہ اگر میں پہلے نہیں بھی تھا تو اب میں تمہارا ہو جاتا ہوں۔ پس **ربی** کا لفظ اپنے اندر سارے مفاہیم رکھتا ہے۔ **ایک ایسا شخص جو خدا سے دور رہا ہو جب وہ خدا کے حضور جھکتا ہے اور اس کی عظمت کو اپنے سامنے پاتا ہے تو ربی کہہ کر یہ بتانا چاہتا ہے کہ میں عملاً تیرا ہوں مجھ سے اپنوں والا سلوک کرنا مجھ سے غیروں والا سلوک نہ کرنا۔ دوسری طرف اس کے مقابل پر تمام دوسری عظمتیں عنقا ہو جاتی ہیں جب انسان ربی العظیم کہہ کر اپنے رب کو اپنی طرف منسوب کرنے لگتا ہے۔ کئی عظمتوں کے خیال اس کے دل پر حاوی ہوتے ہیں لیکن جب کہتا ہے میرا رب سب سے بڑا ہے، میرا رب سب سے عظیم ہے تو باقی ساری عظمتیں اس کے مقابل پر گھل جاتی ہیں اور بے حقیقت ہو کر رہ جاتی ہیں۔**

پس **ربی العظیم** کو غور کے ساتھ پڑھنا اور اس کی ربوبیت کو یعنی عظیم رب کی۔ ربوبیت کو اپنی طرف منسوب کرنا اس کے اندر کئی قسم کی دعائیں آ جاتی ہیں۔ دنیا میں ہر قسم کے انسان پائے جاتے ہیں جو کسی نہ کسی عظمت کے ساتھ واسطہ ضرور رکھتے ہیں۔ یہاں تک کہ ایک طالب علم کو اپنا استاد عظیم دکھائی دے رہا ہوتا ہے، علم کے میدان میں وہ اس سے سیکھ رہا ہوتا ہے، استاد کا علم اس پر حاوی ہوتا ہے۔ غرض زندگی کے ہر میدان میں اور ہر شعبہ میں انسان میں کسی نہ کسی وجود کی عظمت کا احساس ضرور پایا جاتا ہے۔ لیکن یہ نماز ہی ہے جس میں جا کر اچانک اس کو یہ پیغام ملتا ہے کہ باقی ساری عظمتیں تو معمولی ہیں، اصل میں تو میرا رب عظیم ہے اس لئے میں رب عظیم سے کیوں نہ عظمتیں حاصل کروں اور ہر عظمت کے حصول کے لئے اس کی طرف کیوں نہ جھکوں۔ پس جب آپ **ربی العظیم** کہتے ہیں اور خدا کی عظمت کا اقرار کرتے ہیں تو زندگی کے ہر شعبہ میں ہر چیز کا حصول اور اس کی طلب خدا کی مدد کی محتاج ہو جاتی ہے۔

علاوہ ازیں لفظ سبحان آپ کو بتاتا ہے کہ دوسری ساری عظمتیں جو آپ نے دنیا میں دیکھی تھیں وہ نقائص سے پاک نہیں تھیں۔ کئی چیزیں بظاہر بڑی عظیم الشان تھیں مگر جب ہم ان کو قریب سے دیکھیں یا نہ بھی دیکھیں تو بھی عقلاً ہم جانتے ہیں کہ کئی پہلوؤں سے ان کی عظمتوں میں ضرور خلاء موجود ہیں، نقائص موجود ہیں، کمزوریاں پائی جاتی ہیں چنانچہ بعض بڑی بڑی شخصیتوں کا تذکرہ پڑھیں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ ان کے اندر بعض ایسی بھیانک کمزوریاں پائی جاتی تھیں کہ ان کمزوریوں پر نظر پڑے تو ان میں سے کوئی بھی عظیم نہ رہے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کی ستاری ہے کہ اس نے اپنی ستاری کے پردہ میں ہر انسان کو ڈھانکا ہوا ہے۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ جس نظر سے انسان اپنے وجود کو دیکھ سکتا ہے اس نظر کے ساتھ اگر غیر اس کو دیکھیں تو اس کی ہر عصمت اور ہر عظمت کا پردہ چاک چاک ہو جائے گا۔ آپ جن چیزوں کو نیکیاں سمجھتے ہیں ان کے اندر بھی بہت سی خامیاں رہ جاتی ہیں۔ جن کے متعلق نیکیاں کرنے والے کو پتہ ہوتا ہے کہ وہ کیا ہیں۔

اس لئے انبیاء علیہم السلام جب اپنے وجود کے اندر نگاہ ڈالتے ہیں اور اس کی کنہ تک پہنچتے ہیں تو جب وہ یہ کہتے ہیں ع

کرم خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں

تو یہ روح کی ایک عجیب دردناک پکار ہوا کرتی ہے اور اس میں کوئی مبالغہ نہیں ہوتا۔ یہ ایک ایسے عارف باللہ کی دردناک چیخ ہوتی ہے جو اپنی سب نیکیوں کے باوجود جانتا ہے کہ خدا کے فضل کے سوا کچھ بھی نہیں ہے، اس کی ستاری کے سوا میری کوئی بھی حقیقت نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے نبی کی ذات کو جو عظمت ملتی ہے اس سے بڑی عظمت متصور نہیں ہو سکتی لیکن اس کے باوجود فروتنی اور عاجزی کے اظہار میں وہ منفرد ہوتا ہے۔

پس جب آپ رکوع میں سبحان ربی العظیم پڑھتے ہیں تو سبحان کا لفظ آپ کو بتاتا ہے کہ اللہ کے سوا سب عظمتیں جھوٹی اور بے معنی تھیں۔ وہ محض خول تھے، ان کے اندر کوئی حقیقت نہ تھی بلکہ ان کے پس پردہ ایسے بھیانک مناظر تھے جو کسی عظمت کو بھی عظمت نہیں رہنے دیتے۔ لیکن دیکھو میرا رب کتنا عظیم ہے کہ اس کی عظمتیں ہر برائی سے پاک ہیں۔ غرض سبحان ربی العظیم میں جب آپ خدا کی عظمتوں کا تصور کرنے لگیں اور اس کے مناظر مختلف ذہنوں کی اپنی اپنی حالتوں اور کیفیات کے مطابق بدلنے لگیں تو کون کہہ سکتا ہے کہ یہ تکرار بوریت پیدا کر سکتی ہے یا انسان اس سے اکتاہٹ محسوس کرنے لگتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جسم ساتھ نہیں دے سکتا لیکن اگر آپ کا ذہن آپ کا ساتھ دے اور آپ کی روح آپ کا ساتھ دے تو ایک رکوع کبھی ختم نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ قرآن کریم میں مومنوں کے متعلق آتا ہے وھم رٰکعون کہ بظاہر وہ جسمانی رکوع میں نہ بھی ہوں تب بھی ان کی ساری زندگی رکوع بن جاتی ہے اس لئے کہ خدا تعالیٰ کی عظمت کا بار بار کا تصور ان کے نفس پر اتنا حاوی ہو جاتا ہے اور ان کے خیالات پر اتنا قبضہ کر لیتا ہے کہ پھر وہ گویا ہمیشہ ایک رکوع کی حالت میں رہتے ہیں یعنی خدا تعالیٰ کی عظمتوں کے سامنے ان کی روحیں جھک کر چلتی ہیں۔ وہ نظر نہیں اٹھا سکتے ان کے سر ہمیشہ کے لئے خدا کے سامنے خم ہو جاتے ہیں۔

پس سبحان ربی العظیم کا مضمون بظاہر تین دفعہ آپ نے پڑھا لیکن اگر آپ اس کو غور سے پڑھیں اور اس کے اندر ڈوبنے کی کوشش کریں تو دیکھیں گے کہ الٰہی عظمتوں کا مضمون تو ایک لامتناہی مضمون ہے جو کبھی ختم نہیں ہو سکتا۔ پھر اسے ربی کے ساتھ منسوب کر کے پڑھیں پھر اسے سبحان کے لفظ پر غور کر کے پڑھیں تو اندرونی طور پر آپ کو اپنے نقائص دور کرنے اور یہ احساس دلانے کے لئے بہت عظیم الشان مواقع میسر آئیں گے جو یہ باور کرا رہے ہوں گے کہ آپ اگر سچ مچ عظیم بننا چاہتے تو ساتھ ساتھ اپنے آپ کو بھی نقائص سے پاک کریں۔ محض ایسی حمد اختیار کر لینی جو لوگوں کی نظر میں بڑائی پیدا کرے کافی نہیں ہے۔ جب تک آپ اپنے اندرونی نفس کو نہیں کھنگالیں گے اور اس کی خرابیاں دور نہیں کریں گے اس وقت تک آپ فخر سے یہ نہیں کہہ سکیں گے کہ سبحان ربی العظیم۔ ایسی صورت میں تو کسی اور کا رب عظیم ہوگا تمہارا رب تو عظیم نہیں رہے گا۔ کیونکہ تم حقیقت میں اس کی طرف توجہ نہیں کرتے اور اس سے دل میں جو کیفیت پیدا ہوتی ہے اس کی قدر نہیں کرتے اور اسے پیار کی نظر سے نہیں دیکھتے۔ تو اس سے گویا دوہرا ترقی کا راستہ کھلتا ہے جس پر انسان بیک وقت سفر کر سکتا ہے ایک یہ کہ عظمتوں کا مثبت حصول یعنی وہ عظمتیں حاصل کرنا جو خدا کی ذات کے ساتھ وابستہ ہیں۔ کیوں خدا عظیم ہے؟ اس پر غور کرنا، اور پھر خدا کی ان صفات پر غور کرنا اور ان کو اختیار کرنا جنہوں نے آپ کے دل پر عظمت کا رعب قائم کیا۔ دوسرا یہ کہ انسانوں میں ان صفات کو جلوہ گر دیکھنے کے بعد یہ تجزیہ کرنا کہ ان صفات کے ساتھ کون کون سی خرابیاں وابستہ ہوتی ہیں جو انسان کی عظمتوں کو کھوکھلا کر دیا کرتی ہیں، ان کو بے معنی بنا دیا کرتی ہیں، اور پھر جس طرح دانے صاف کرنے والی ایک عورت کبھی دانوں کو اچھالتی ہے کبھی پھٹکتی ہے کبھی ہاتھوں سے چن چن کر مختلف رنگ اور شکلوں کی چیزیں الگ الگ کر کے رکھ دیتی ہے اسی طرح سبحان ربی العظیم کا ورد انسان کو اپنے نفس کی چھان پھٹک کے اتنے مواقع فراہم کرتا ہے کہ اس تجزیے اور صفائی کے ذریعہ وہ اپنے نفس کی اصلاح کر سکتا ہے۔

یہ درست ہے کہ نماز کا ہر پہلو اپنی ذات میں بہت وسعتیں رکھتا ہے۔ انسان کے لئے ہر نماز کا ہر پہلو اپنی ذات میں بہت وسعتیں رکھتا ہے۔ انسان کے لئے ہر نماز میں ہر پہلو سے ان تمام وسعتوں سے فائدہ اٹھانا ممکن نہیں ہے اگر وہ کوشش بھی کرے تب بھی نماز غالب آ جائے گی انسان نماز پر غالب نہیں آ سکتا اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عجز کا یہ مضمون بھی ساتھ سکھا دیا کہ دیکھو! تم نیکیاں تو کرو لیکن اس راہ میں حوصلے کے ساتھ اور تسلی کے ساتھ آگے بڑھو، اپنی توفیق کے مطابق تھوڑی تھوڑی نیکی بجالاؤ اور رفتہ رفتہ آگے بڑھو اس طرح کہ کچھ تھوڑا سا آرام کر لیا کچھ قیلولہ کر لیا کبھی صبح چلے کبھی شام کو چلے کبھی موسم کا خیال کر لیا کبھی مزاج کا خیال کر لیا۔ چنانچہ ان سارے امور کو مدنظر رکھتے ہوئے فرمایا تم تسلی اور حوصلے سے قدم آگے بڑھانا ورنہ نیکیاں تمہیں توڑ دیں گی تم نیکیوں کو نہیں توڑ سکتے! نیکیاں تم پر غالب آ جائیں گی یعنی تمہیں بے طاقت اور بے بس کر کے دکھا دیں گی تم نیکیوں پر غالب نہیں آ سکتے۔

پس جب نماز یا کسی اور نیکی کے یہ مضمون آپ کے سامنے بیان کئے جاتے ہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ ایک ہی لمحہ میں ان امور کے ہر پہلو پر حاوی ہونے کی کوشش شروع کر دیں۔ ہر شخص اپنے اپنے مقام اور مرتبہ پر الگ الگ کھڑا ہے۔ اگر وہ اپنے نفس کے تجزیے کی عادت رکھتا ہے تو اس کو علم ہوتا ہے کہ وہ کہاں کھڑا ہے ورنہ خدا تو جانتا ہی ہے کہ ہر انسان کس مقام پر کھڑا ہے۔ نماز تو آپ کو رستے دکھا رہی ہے اشارے کر رہی ہے کہ اگر مجھے تم دیانت داری اور خلوص سے اختیار کرو گے تو میں تمہاری ہر ضرورت کے لئے کافی ہو جاؤں گی، میں تمہارے ہر تصور کو پہنچتی ہوں لیکن تمہارا ہر تصور مجھ سے کوتاہ ہے، میں اس سے زیادہ انعام دلوانے کی طاقت رکھتی ہوں۔

غرض احباب کو چاہئے کہ وہ اس جہت سے نماز کے ساتھ محبت پیدا کریں اس کو سمجھ کر پڑھنے کی کوشش کریں، اس سے پورا استفادہ کرنے کی کوشش کریں، اسے سنوارنے کی کوشش کریں اس خیال سے کہ جب آپ نماز سنوارتے ہیں تو گویا خود سنورتے ہیں، نماز کے ذریعہ ہی آپ کی اصلاح ہوتی ہے..............

پس احباب جماعت سے میں پھر کہتا ہوں کہ وہ ان باتوں کو اپنی سوسائٹی میں عام کریں۔ اپنے گھروں میں نماز کے چرچے کریں۔ وہ اپنی نمازوں کو درست کرنے کی کوشش کریں۔ جب وہ اس طور پر نماز پڑھنا شروع کریں گے تو پھر ان کو یہ محسوس ہوگا کہ عبادت ہے کیا چیز! پھر ان کو حقیقی خدا سے تعارف حاصل ہوگا۔ تب خدا غیب سے حاضر ہونے لگے گا اور اس کا حسن وجود پکڑنے لگے گا۔ پھر وہ تصور کی دنیا کا خدا نہیں رہے گا بلکہ ایک کامل حسن اور پیار کا مجسمہ بن کر آپ کے سامنے آ کھڑا ہوگا۔ تب انسان کے دل پر محبت الٰہی کا وہ شعلہ نازل ہوگا جس کا حضرت مسیح موعود اپنی کتب میں متفرق مقامات پر بارہا مختلف رنگ میں ذکر فرما چکے ہیں۔

بن دیکھے کس طرح کسی ماہ رو پہ آئے دل
کیسے کسی خیالی صنم سے لگائے دل

جب خدا حاضر میں نہیں آتا اور وہ حسن و احسان کا وجود نہیں پکڑتا اس سے محبت ہو ہی نہیں سکتی۔ اور جب تک محبت نہیں ہوتی اس وقت تک نماز میں وہ ولولہ اور وہ زندگی اور وہ جان پیدا نہیں ہوتی جس سے نماز خود بخود قائم ہو جایا کرتی ہے۔ یاد رکھیں نماز کی راہ میں بہت سی مشکلات پیدا ہوتی ہیں، بہت سی روکیں سامنے آتی ہیں، بہت سی محنتیں کرنا پڑتی ہیں، بڑی جدوجہد کرنا پڑتی ہے بایں ہمہ جب ہم دعاؤں کے ساتھ اور صبر و استقامت کے ساتھ اس راہ میں کوشش کریں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر شخص اپنی ہر نماز کی ہر حرکت کے ذریعہ پہلے سے زیادہ اپنے رب کریم کے حضور قریب سے قریب تر ہوتا چلا جائے گا۔

(الفضل کی بندش کی وجہ سے مندرجہ بالا خطبہ جمعہ دو اقساط میں ضمیمہ ماہنامہ انصاراللہ ماہ اکتوبر 1986ء اور ضمیمہ ماہنامہ مصباح ماہ اکتوبر 1986ء میں شائع ہوا تھا۔ الفضل میں یہ خطبہ پہلی دفعہ شائع ہو رہا ہے)

AL-FAZAL JEWELLERS
YADGAR CHOWK RABWAH
PH:04524-213649

چوہدری اکبر علی موبائل: 0300-9488447
پروپرائٹر
عمر اسٹیٹ ایجنسی
جائیداد کی خرید و فروخت کا با اعتماد ادارہ
9- ہنزہ بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور۔ فون: 5418406-7448406

انگریزی ادویات و ٹیکہ جات کا مرکز بہتر تشخیص مناسب علاج
کریم میڈیکل ہال
گول امین پور بازار فیصل آباد فون 647434

البشیرز - اب اور بھی سٹائلش ڈیزائننگ کے ساتھ
پیج جیولرز اینڈ بوتیک
ریلوے روڈ گلی نمبر 1 ربوہ
پروپرائٹرز: ایم بشیر الحق اینڈ سنز
چنیوٹ شوروم فون 04942-423173 ربوہ 04524-214510

لقمان آٹو ورکشاپ
ہر قسم کی گاڑیوں کا ڈینٹنگ پینٹنگ مکینیکل کام
424 پاک بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور فون 0333-4232956

AL-HAMEED JEWELLERS
Link Railway Road,
Dar-ul-Rehmat,east Rabwah
Tel:0092-4524-214220

کراچی اور سنگاپور کے 21-K اور 22-K کے فینسی زیورات کا مرکز
العمران جیولرز
فون شوروم 0432-594674
الطاف مارکیٹ۔ بازار کاٹھیاں والا۔ سیالکوٹ

گوندل ٹینٹ اینڈ پکوان مرکز
نئی کاریں۔ لوڈر گاڑیاں اور ویگن ہائی ایس کرایہ پر حاصل کریں
گولبازار ربوہ۔ فون نمبر 212758

23۔ قیراط اور
22 قیراط
جیولری سپلائرز
نسیم جیولرز
NJ
اقصیٰ روڈ ربوہ
فون دکان: 212837، رہائش: 214321
پروپرائٹرز: میاں نسیم احمد طاہر، میاں وسیم احمد ایم بی اے

ڈیلر: ریفریجریٹر
ایئر کنڈیشنر ڈیزرٹ کولر
کوکنگ رینج گیزر
فخر الیکٹرونکس
ہیٹر۔ واشنگ مشین
مائیکرو ویو اوون
اور سٹیبلائزر
فون
7223347-
7239347-7354873
1۔ لنک میکلوڈ روڈ، جودھامل بلڈنگ لاہور

خان نیم پلیٹس
سکرین پرنٹنگ، شیلڈز، گرافک ڈیزائننگ
ویکیوم فارمنگ، بلسٹر، پیکجنگ، فوٹو ID کارڈز
ٹاؤن شپ لاہور فون: 5150862-5123862
ای میل: knp_pk@yahoo.com

بلال فری ہومیو پیتھک ڈسپنسری
زیر سرپرستی۔ محمد اشرف بلال
زیر نگرانی۔ پروفیسر ڈاکٹر سجاد حسن خان
اوقات کار۔ صبح 9:00 بجے تا شام 5:00 بجے
وقفہ 1 بجے تا 2 بجے دوپہر۔ ناغہ بروز اتوار
86۔ علامہ اقبال روڈ۔ گڑھی شاہو۔ لاہور

جرمنی سیل بند پوٹنسی سے تیار کردہ
GHP کی معیاری زود اثر سیل بند پوٹنسی

پوٹنسی رعایتی قیمت	SP-10ML	GS-10ML	SP-20ML
30/200/1000	8/-	10/-	12/-
10M/50M/CM	12/-	15/-	18/-

سپیشل سائیلوشن (ہومیو ادویات کیلئے آب حیات)

رعایتی قیمت	60ML	120ML	220ML	450ML
	15/-	20/-	30/-	50/-

اس کے علاوہ 80 اور 117۔ ادویات کے خوبصورت بریف کیس، آسان علاج بیگ، جرمنی سیل بند پوٹنسی، مدر ٹنکچرز، مرکبات، کتابیں، گولیاں و دیگر سامان رعایتی قیمت کے ساتھ۔

عزیز ہومیو پیتھک گولبازار ربوہ فون 212399

روزنامہ الفضل رجسٹرڈ نمبر سی پی ایل 29

SHAHTAJ TEXTILE JOB AD

Shahtaj Textile invites applications from young and dynamic professionals for the following posts. Candidates should possess strong communication skills,command over spoken and written English. Preferably with' O' Level and A" Level background and degree from a well reputed institute. All candidates are expected to be computer literate.

Manager Accounts

- Qualified CA/ICMA or equivalent
- Minimum 4 to 5 years work experience with a reputable firm
- Expertise in financial economic modelling,investment evaluation, accounting and corporate banking
- Should have effective communication, organizational skills and prepared to work under pressure for extended hours.
- Location: Karachi

Sales Manager

- MBA or BBA with minimum 3 years experience preferably with a textile unit in sales or a multi- national.
- Entrepreneurial and highly motivated with a personalityto build client relationships.
- Energetic, confident and results oriented
- Drive to take challenging responsibilities
- Willing to travel intensively and work in a high pressure environment
- Location:Lahore and Karachi.

Assistant Manager Procurement

- Responsible for yarn procurement
- Knowledge of the yarn market and BSc. Textiles desirable
- Strong negotiation skills
- Location:lahore

Chemical Engineer

- Responsible for developing sizing recipes
- Should have high level of computer literacy with hands on experience process simulation and other process design softwares/packages.
- BSc/MSc in Chemical Engineering
- Knowledge of chemicals such as PVA, Starch, Acrylic etc
- Location:Factory near Lahore

The selected candidates will be offered an attractive remuneration package commensurate with their experience and qualifications. Please apply by September 25,2003 with your CV and covering letter. Only short listed candidates will be contacted.

E.mail:job@shahtaj.com
Mail: Major(Retd) Muhammad Bashir G.M(Operations)
Shahtaj Textile Limited 83,Shahrah-e-Quaid-e-Azam Lahore
Telephone: 042-5833875 & 7541010 Fax:042-6368802 & 04943-540031